148273 ـ اثنائے رضاعت حمل میں کوئی حرج نہیں

سوال

میرا انیس ماہ کا بیٹا ہے، میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ آیا میرے لیے مدت رضاعت میں حاملہ ہونا جائز ہے، اور اگر میں حاملہ ہو جاؤں اور بیٹے کو دودھ مکمل نہ پلا سکوں تو کیا حکم ہوگا ؟
یا کہ مجھے دو برس دودھ پلانے کی مدت پوری ہونے کا انتظار کرنا چاہیے، اور پھر بعد میں حمل کی کوشش کروں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

آدمی کے لیے مدت رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرنا جائز ہے، اور اس میں نہ تو بیوی پر کوئی گناہ ہے اور نہ ہی خاوند پر، اور حمل کی حالت میں عورت کو دودھ پلانے میں بھی کوئی حرج نہیں.

کیونکہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے جدامہ بنت وہب الاسدیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے:

" میں نے ارادہ کیا کہ غیلہ سے روك دوں، حتی کہ مجھے بتایا گیا کہ روم اور فارس والے ایسا کرتے ہیں تو ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں دیتا "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1442).

الغیلة:

امام مالك موطا میں اور اصمعی وغیرہ اہل لغت کہتے ہیں کہ:

بیوی سے مدت رضاعت میں جماع کرنا غیلہ کہلاتا ہے.

اور ابن سکیت کہتے ہیں: حمل کی حالت میں عورت کا دودھ پلانا غیلہ ہے.

دیکھیں: شرح مسلم للنووی (10 / 16).

اور ابن اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

الغیلة: غین پر زیر کے ساتھ: یہ الغیل غین پر زبر کے ساتھ سے اسم ہے، اور یہ کہ آدمی اپنی بیوی کے ساتھ مدت رضاعت میں جماع کرے، اور اسی طرح جب دودھ پلاتے ہوئے وہ حاملہ ہو جائے " انتہی

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (70350) کے جواب کا مطالعہ کریں.

لیکن عورت کی حالت کو دیکھنا ضروری ہے کہ آیا وہ اسے برداشت بھی کر سکےگی، اور پھر دودھ پیتے بچے کی واجبات اور حمل کی مدت میں اسے کیا کچھ چاہیے اس میں موازنہ ضروری ہے.

اگر وہ دیکھے کہ ہو سکتا ہے وہ اپنے امور میں موازنہ نہیں کر سکتی، یا پھر دیکھے کہ اس میں اس پر ضرر ہے تو پھر رضاعت کی مدت کرنے تك حمل میں تاخیر کرنے میں کوئی حرج نہیں، رضاعت ختم کر کے حمل کی کوشش کی جائے.

شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

میرے چھ بیٹے ہیں ان میں اکثر کا حمل مدت رضاعت دو برس ختم ہونے سے قبل ہی ٹھر گیا، میں نے چاہا کہ ٹیوب رکھوا لوں جو صرف دو برس تك مانع حمل ہے، برائے مہربانی اس کا شرعی حکم بیان کریں ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" جب خاوند اور بیوی راضی ہوں تو اس میں کوئی مانع نہیں، لیکن آپ یہ تاکید کر لیں کہ اس کا رحم پر کوئی ضرر و نقصان نہ ہو، اور نہ ہی قطع نسل وغیرہ ہو " انتہی

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن جبرین (2 / 96).

مزید آپ سوال نمبر (21203) کے جواب کا مطالعہ بھی کریں.

واللہ اعلم .